Urdu Hai Jis ka naam

اردو ہے جس کا نام ---

مرتب ڈاکٹر محمد خلیل الدین صدیقی

© جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

Urdu Hai Jis Ka Naam..

(Collection of Articles on Research & Criticism)

By : Dr. Md. Khaleeluddin Siddiqui

(M.A.,M.Ed.,B.J.M.S.,Ph.D.,NET)

Pages : 304 **Price : Rs. 300 /-**

ISBN 978-93-5473-207-2

Published in : July 2021

کتاب کا نام : اُردو ہے جس کا نام۔۔۔

مرتب : **ڈاکٹر محمد خلیل الدین صدیقی**

صفحات : تین سو چار قیمت : تین سو روپئے

اشاعت : جولائی ۲۰۲۱ء تعداد : پانچ سو

سرورق : محمد عزیر اشفاق عمر ، کتابت : سید ریاض پاشاہ (اوصاف پرنٹرس)

طباعت : مظہر آفسیٹ، لاتور، مہاراشٹر

زیر اہتمام : مرکزِ علم و فن ملٹی پرپز سوسائٹی، لاتور مہاراشٹر (رجسٹرڈ)

کتاب ملنے کا پتہ

ڈاکٹر محمد خلیل صدیقی

Dr.Md.Khaleel Siddiqui

Urdu Ghar, Qadri Nagar AUSA اُردو گھر، قادری نگر اوسہ، ضلع لاتور

Dist. Latur Pin - 413520 (M.S.) 9422658736: موبائیل

Dr A A Mulla,Assistant Professor,Dept. of Urdu,MGVC College,Muddebihal

ڈاکٹر عبدالرحیم اے۔ ملّا

اسسٹنٹ پروفیسر، صدر شعبہ اردو

MGVC کالج مدے بہال ضلع۔ وجئے پور (کرناٹک)

Mohit Kousar ki sheri va nasri takalikat ka tanakiti zayaz

محب کوثر کی شعری ونثری تخلیقات کا تنقیدی جائزہ

کہنہ مشق شاعر، محب کوثر گذشتہ تقریباً نصف صدی سے عروس شاعری سے اپنا رشتہ، استوار رکھا تھا۔ اور بڑے سلیقے اور محنت، لگن سے گیسوئے شاعری کو سنوارنے میں مصروف تھے۔ انہوں نے مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ لیکن غزل سے انہیں خاص رغبت تھی۔ غزل کے علاوہ حمد، نعتیں، منقبت، قطعات، نظمیں اور تثلیثات بھی کہتے ہیں۔ اپنے دور کے ہر شاعر کی طرح محب کوثر نے بھی اپنی شاعری کا آغاز روایت پسندی سے کیا تھا کوئی شاعر یا فن کار خلاؤں میں جنم نہیں لیتا وہ اپنے عہد ماحول اور روایات کی پیداوار ہوا کرتا ہے۔ محب کوثر نے بھی اپنی شاعری روایات سے بہت مدد لی ہے۔ ہندوستان کی جنگ آزادی سے پہلے اور کچھ بعد تک ترقی پسند تحریک کا بول بالا تھا، ظاہر اس کے اثرات اس دور کی شاعری پر بھی پڑے، چنانچہ محب کوثر کی شاعری بھی اسی دھارے میں بہتی رہی۔ آزادی کے بعد حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ کہتے تھے۔

آج صحن گلشن میں ہر طرف اداسی ہے
یوں تو کل ہی گذرا ہے قافلہ بہاروں کا
کیوں ابھی منتظر فصل بہاراں ہے چمن
کیا صبا کوچۂ دلدار سے آگے نہ بڑھی

ترقی پسند کے دور میں روایتی شاعری سے گریز برتا گیا۔ چنانچہ محب کوثر بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

زندگی وقت کی رفتار سے آگے ہے بہت
بات پازیب کی جھنکار سے آگے نہ بڑھی

زندگی کے ساتھ ساتھ ادب کا ارتقاء ہوتا ہے۔ اصناف ادب میں تنوع پیدا ہوتا ہے۔کئی اقدار جنم پاتے ہیں۔اظہار کے لئے اسالیب پیدا ہوتے ہیں۔اور تکنیک میں نت نئی جدتیں راہ پاتی ہیں۔اس طرح روایات کا ایک تسلسل قائم ہوجاتا ہے۔چنانچہ محب کوثر نے بھی غزل میں نئے تجربے کئے اور نیا اسلوب اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

گذرا جو اس طرف سے تونگر لگے ہے آج کشکول ہاتھ میں لیے پھرتا تھا کل فقیر
تختی کسی کے نام کی در پر لگے ہے آج ''کل تک تو اس مکاں پہ اپنا ہی راج تھا

محب کوثر آج کے اس پر اسلوب آشوب دور میں سانس لے رہے ہیں۔مگر انھیں اس بات پر فخر ہے کہ۔

''اپنے اسلاف کا سایہ ہے سلامت سر پر
ہم بزرگوں کی دعاؤں میں جئے جاتے ہیں

محب کوثر کو اپنی ذات پر بھروسہ اور یقین ہے کہتے ہیں۔

ہم نے ہر دور میں جینے کا ہنر سیکھا ہے
ہم پہ اے چارہ گرو کوئی نوازش نہ کرو

بقول ڈاکٹر غیاث صدیقی : محب کوثر کلاسیکی، ترقی پسند، جدید رویوں، رجحانوں سے چاہا خوشہ چینی کرلی۔

''تمھاری آنکھ بدلتی ہے زاویے ہر دم میری نگاہ کا محور بھی نہیں بدلا
تمھارے شہر کی ہر شے بدل گئی لیکن ہماری راہ کا پتھر ابھی نہیں بدلا
خلوص وجذب سے خالی ہیں ہر جگہ سجدے اب اہل دل میں کہاں اعتکاف شکل ہے
ٹھکرا کے چلے آئے خوددار طبیعت ہے ہم ان کی عنایت کو خیرات سمجھتے ہیں

محب کوثر مایوسی اور ناامیدی کو کفر سمجھتے ہیں۔تب ہی تو بڑے اعتماد کے ساتھ کہتے ہیں۔

''جائزہ نہیں بہار میں بربادی کا سوگ
دور خوشی میں پھول کا ماتم روا نہیں

مگر ساتھ ساتھ بے اعتدالی ناانصافیوں اور اہل اقدار کو یہ بتا بھی دیتے ہیں کہ۔

"احتیاط سے ساقی تشنگی زیادہ ہے میکدہ نہ لے ڈوب ظرف بادہ خواروں کا

محب کوثر کی غزلوں میں غم خوشی اور بدنصیبی کے بجائے ہر شعر میں زندگی کا ابال اور جینے کا حوصلہ ملتا ہے۔اگر کبھی غم واحساس بھی ہے تو اس میں مرثیت کے بجائے دل کو چھولینے والا سوز و گراز ملتا ہے۔اور یہ غم دھیما دھیما حیات افروز ہے۔جس کی آگ میں زندگی تپ کر بکھرتی ہے۔محب کوثر حالات سے لاکھ برگشتہ سہی لیکن ان کے دل کے نہاں خانے میں احساس جمال کی شمع جلتی دکھائی دیتی ہے۔رجایت بھرپور ان کا دل مایوسیوں کے اندھیرے سے باہر نکل ہی آتا ہے۔

بقول ڈاکٹر علی احمد جلیلی : محب کوثر آج کے دور کے شاعر ہیں۔اس لئے ان کی شاعری دور حاضر کے بدلتے ہوئے تہذیبی وتمدنی اقدار سے ہم آہنگ ہیں۔ان کی شاعری کا لہجہ یہ احساس دلاتا ہے کہ انھوں نے اپنی پہچان بنالی ہے۔

بوڑھے ماں باپ یہی سوچ کے مرجاتے ہیں
اپنے سسرال سے بیٹا نہیں آنے والا

محب کوثر اردو کی کلاسیکی شاعری کے حسن اور جدید غزل کے لب ولہجہ سے خوب واقف نہیں وہ اپنی شاعری میں ان دونوں حسیات کو ایک خوبصورت انداز عطا کرتے ہیں۔لیکن جدیدیت کے نام پر لاتعین باتیں کہنے کے قائل نہیں۔اس معاملہ میں محب کوثر کا رویہ کافی محتاط اور معتدل ہے۔

حالات میری خیر سے جب بھی سنور گئے
کتنے ہی خیراہوں کے چہرے اتر گئے

محب کوثر کی غزلیں ان کے مشاہدات، تجربات کی آئینہ دار ہیں، زندگی کی بدلتی ہوئی قدروں پر شاعر کی گہری نظر ہے۔رشتے ناتے دوستی اور وفاداری پر طنز کرتے ہیں۔

ہمیں پاس وفاداری بہت ہے یہی تو ایک بیماری بہت ہے

ڈاکٹر صغریٰ عالم لکھتی ہیں۔محب کوثر تصنع کے بغیر ہی بے تکلف شعر کہتے ہیں۔

ISBN No. 978-93-5473-207-2

زندگانی کا ہر اک بوجھ اٹھانے والے
کبھیں کم ظرف کا احسان اٹھا لیتے ہیں

غزل محب کوثر کا خاص میدان ہے مجموعی طور پر کسی تحریک یا رجحان سے متاثر نہیں ہیں۔ لیکن ان کی شاعری کلاسیکیت کے علاوہ ترقی پسند اور جدید رجحانات سے عبارت ہے۔ان کی غزلوں میں لب ورخسار کی چاندنی سے زیادہ جہاد زندگی کی تمازت نمایاں ہے۔محب کوثر، میؔر، غالبؔ اور جوش کو زیادہ پسند کرتے تھے۔میؔر وغالبؔ ہی کا فیضان ہے کہ ان کی شاعری میں سلاست، روانی تغزل کی چاشنی اور سادگی پر کاری ہے۔کلاسیکی غزل کی روایات سے بھر پور واقفیت اور جدیدیت کے طرز اظہار کا سلیقہ رکھتے ہوئے محب کوثر نے اپنی شاعری کی اساس شخصی، تجربات، پر رکھی ہے۔اور اپنے فن کو مانگے کے اجالے سے روشنی بخشنے کے بجائے خود اپنی روشنی سے اپنی شعری فضا کو منور کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جس سے ہمیں ان کی شاعری میں ایک نئی آواز کا احساس ہوتا ہے جو بڑی منفرد ہے۔محب کوثر نے غزلوں کے علاوہ حمد، نعت، اور منقبت، قطعات اور نظمیں بھی کہی ہے۔حمد باری تعالیٰ میں ان کا اظہار بڑے انوکھے انداز سے ہمارے سامنے آتا ہے۔

موسم گل کس کی آخر دین ہے
سکھی شاخوں کو قبا دیتا ہے کون
کس کا قبضہ ہے ہماری سانس پر
بند کمرے میں ہوا دیتا ہے کون

محب کوثر نعت کہنے کو سعادت اور عبادت سمجھتے ہیں۔انہوں نے بہت سے نعتیہ قطعات اور خاص کر حضور اکرمؐ کی سیرت پر نعتیہ مسدس بھی کہی ہیں۔جو ان کی قادر الکلامی کا ثبوت ہیں۔جو ایک عاشق رسولؐ نعت گو کا شرف حاصل ہے۔حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کے حالات زندگی پر ایک طویل نظم بھی کہی ہے۔جو ایک ہی بحر میں ایک سو دو اشعار پر مشتمل ہے۔جس میں اشخاص کے نام سنہ ہجری اور مقامات کے نام کو بڑے ہی شعری خوبیوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔یقیناً یہ حضرت بندہ نوازؒ کی سوانح پر پہلی منظوم تنصیف ہے۔جسے مشاہیر ادب نے سراپا یا ہے۔محب کوثر اولیاے کرام سے بھی بڑی محبت

اور عقیدت رکھتے ہیں۔جس کا نتیجہ ان کی مرصع منقبتوں میں ملتا ہے۔محب کوثر نے پابند اور آزاد نظمیں بھی کہی ہیں تو ان کے وسیع مطالعہ اور فنی مہارت کا ثبوت ہے۔

☆ محب کوثر کے مضامین۔۔۔ایک جائزہ : محب کوثر نے جہاں میدان شاعری میں گل ہائے رنگا رنگ کھلائے ہیں۔وہیں نثر میں بھی بھر پور طبع آزمائی کی ہے۔خواہ وہ ادبی موضوع ہو یا مشاعروں کا آنکھوں دیکھا حال یا کتابوں پر پیش لفظ یا پھر سفرنامہ ان تمام موضوعات پر اپنی نثر کا جادو جگایا ہے۔اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ نثر میں بھی وہ یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ان کی نثر کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ جہاں ادبی موضوعات ہوں وہاں وہ ٹھیٹ ادبی زبان سے کام لیتے ہیں۔اور جہاں رپورتاژ کی بات ہے تو وہ نہایت سادہ اور عام فہم زبان کا استعمال کرتے ہیں۔کتابوں پر تبصرے اور پیش لفظ میں پورا پورا انصاف کرتے ہوئے شاعر کی خوبیوں اور اشعار کی توضیح فرماتے ہیں۔بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ایک شاعر ایک اچھا نثر نگار بھی ہوتا ہے۔مگر اس مقالے میں شامل نثری مضامین سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ محب کوثر ایک اچھے شاعر کے ساتھ ساتھ ایک اچھے نثر نگار بھی تھے۔

☆ محب کوثر کی ثقافتی خدمات : جہاں تک محب کوثر کی ثقافتی خدمات کی بات ہے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔کہ محب کوثر کو بچپن ہی سے ثقافتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے۔شاعری اور نثر نگاری کے ساتھ ساتھ سماجی فلاحی اور ثقافتی سرگرمیوں میں ان کا اہم رول رہا ہے۔خواہ وہ مشاعرے ہوں ادبی مقابلے ہوں سیمینار اور کوئی ثقافتی پروگرام محب کوثر کی شرکت کے بغیر نامکمل محسوس ہوئے ہیں۔ان کے ثقافتی خدمات نہ صرف ریاست کرناٹک تک محدود ہیں۔بلکہ بیرون ریاست بھی محب کوثر اپنے خدمات کا بے لوث ریکارڈ رکھتے تھے خواہ وہ آل انڈیا ریڈیو کی اردو نشریات ہوں یا کوئی ادبی جلسہ انہی ثقافتی خدمات کے میلے میں ان کو مختلف اداروں اور انجمنوں سے انعامات و اعزازات سے بھی نوازا جا چکا ہے۔یہ کہنہ مشق شاعر آخر کار ۲۰ اگست ۲۰۱۹ کو اس دار فانی سے کوچ کر چلے گئے۔الغرض محب کوثر کی شعری، نثری اور ثقافتی خدمات ایسی اور اتنی ہیں کہ ان کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

ISBN No. 978-93-5473-207-2

URDU HAI JIS KA NAAM

(collection of Articles on Research & Criticism)

By : Dr. Md. Khaleeluddin Siddiqui

(M.A.; M.Ed.; B.J.M.S.; Ph.D.; NET)

ڈاکٹر خلیل صدیقی کی ادارتی ذمہ داریاں

ہفت روزہ اوصاف (18 سال سے پابندی سے شائع ہو رہا ہے)

ماہنامہ تعلیمی سفر (13 سال سے بلاناغہ اشاعت)

لاتور ایکسپریس (مراٹھی) (گیارہ سال سے پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے)

ڈاکٹر خلیل صدیقی اہلِ علم کی نظر میں

ڈاکٹر خلیل صدیقی آل راؤنڈر قلمکار ہیں اور کسی بھی صنف ادب پر قلم اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر نسرین ایمن، سہارنپور

ڈاکٹر خلیل صدیقی کی تحریر میں برجستگی ہے اور وہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کے نکات اور ابھار کا حق ادا کرتے ہیں۔ ان کے اسلوب میں شائستگی اور بے جا تکرار سے پرہیز کا وصف پایا جاتا ہے۔ پروفیسر مجید بیدار، حیدرآباد

ڈاکٹر خلیل صدیقی، ایک کثیر الابعاد شخصیت کے مالک ہیں۔ خان حسنین عاقب، پوسد

ڈاکٹر خلیل صدیقی کے کام کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، جو کام چار پانچ قلم کار بھی نہیں کر سکتے وہ اکیلے کر دیتے ہیں۔ انہوں نے کم عرصے میں بہت طویل فاصلہ طئے کیا ہے۔ ڈاکٹر یوسف صابر، اورنگ آباد

ڈاکٹر خلیل صدیقی، نہایت بااخلاق، مخلص، محنتی، نیک سیرت و نیک صفت انسان ہیں۔ ڈاکٹر فرحت انصاری، جھارکھنڈ

ڈاکٹر خلیل صدیقی تخلیق، تحقیق، تالیف، ترجمہ، اور صحافت کے میدان کارزار میں ثابت قدمی سے گامزن ہیں۔ افتخار عابد، حیدرآباد

ISBN 978-93-5473-207-2

9 789354 732072

Contact

Ausaaf Publication,

Urdu Ghar, Qadri Nagar, Ausa,Tq. Ausa,

Dist. Latur (M.S.) Mobile : 9422658736

Email: drkhaleelsiddiqui@gmail.com

زیر اہتمام : مرکز علم وفن، لاتور، مہاراشٹر (رجسٹرڈ)